Fikr-o-Nasar (Islamabad) 14:10-11 (1977)

تبصرہ کتب

فتاوی علماء الهند علی منع الخطبة بغیر العربیة

مرتب: ۔ پی محمد کیٹر المولوی الفاضل الباقوی ۔ مدرس جامع محی الدین فاروق کالج کالیکوت الہند

ناشر: ۔ حسین حلمی بن سعید استانبولی المکتبۃ الشیق بشارع دار الشفقۃ بفاتح ۲۲۳ استنبول ترکیہ ۱۳۹۶ھ صفحات

اس کتابچہ میں فاضل مرتب نے خطبہ جمعہ عربی زبان میں پڑھنے کے بارے میں علمائے ہند کے پانچ فتاوی جمع کئے ہیں۔ پہلا فتوی مفتی شہاب الدین احمد شافعی کا عربی میں ہے جو ۱۲ ذی القعدہ ۱۳۳۱ھ میں لکھا گیا۔ دوسرا فتوی مدراس کے علماء کا اردو میں ہے۔ یہ مفتی محمود نے ۱۳۴۶ھ میں تحریر کیا تھا۔ اس پر تیرہ علماء کے دستخط ہیں۔ تیسرا فتوی مدرسہ الباقیات الصالحات کے مفتی و ناظم شیخ حسن کا ہے۔ چوتھا فتوی دار العلوم دیوبند کا ہے جس کو دار العلوم کے مفتی محمود رضا صاحب نے تحریر کیا ہے۔ ان دونوں پر تاریخ درج نہیں ہے۔ پانچواں فتوی مدراس کے مفتی محمد تمیم بن محمد کا ہے۔ یہ فتوی ۱۳۴۹ھ میں تحریر کیا گیا۔ اور اس پر بھی تیرہ علماء کے دستخط ہیں۔ اس کو رسالہ کی شکل میں بھی علیحدہ شائع کیا گیا۔ یہ سب فتاوی عربی میں ہیں۔

ہر دور میں خطبہ جمعہ کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں مختلف سوالات اُبھرتے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے علماء کی طرف رجوع کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر خطبہ جمعہ کا مقصد وعظ و نصیحت اور تعلیم احکام ہے، تو اس کو مقامی زبان میں ہونا چاہیئے جسے سامعین سمجھتے ہوں۔ اس کا کیا سبب ہے کہ صدرِ اسلام سے عہدِ حاضر تک یہ خطبہ عربی زبان ہی میں دیا جاتا ہے خواہ لوگ اس کا مطلب سمجھیں یا نہ سمجھیں؟ ان مذکورہ بالا پانچ فتاوی میں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "تابعین اور ائمہ مجتہدین سب کے سب خطبہ عربی میں پڑھتے تھے۔ حالانکہ صحابہ اور تابعین کے وقت ممالکِ عجم میں اسلام کو فروغ حاصل ہو گیا تھا اور غیر عرب احکام اسلام کی تعلیم کے زیادہ حاجت مند تھے۔ لیکن کبھی کسی نے عربی

کے سوا دوسری زبان میں خطبہ نہیں پڑھا۔ اور نہ ہی عربی کے ساتھ اس کا ترجمہ پڑھا۔ عربی زبان میں خطبہ پڑھنا ہی خاص فعل نبوی ہے۔ اور اسی میں اتباع خلف و سلف ہے۔ اسی لئے شافعی، مالکی اور حنبلی مذاہب خطبہ کے لئے عربی زبان کو شرط گردانتے ہیں۔ اگرچہ جماعت کو اس کا مطلب معلوم نہ ہو۔ عربی کے سوا دوسری زبان میں ہو تو صحیح نہیں۔" (ص ۵) اس فتوے کی تائید میں مذاہب اربعہ کی فقہی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اور عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ (ص ۳)۔ ایک فتوے میں عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کو بدعت کہا ہے (ص ۲)۔

بعض فقہاء نے عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ کو جائز کہا ہے۔ مثلاً فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ اگر فارسی میں خطبہ جمعہ پڑھا جائے تو جائز ہے (ص ۹) اسی طرح شرح الوقایہ کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں ہے کہ خطبہ جمعہ کا عربی میں ہونا شرط نہیں ہے۔ اگر فارسی یا کسی دوسری زبان میں خطبہ دیا جائے تو یہ جائز ہے (ص ۱۰)۔ اس جواز کی دو تاویلیں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ جواز کا مطلب صحت ہے، جس میں کراہت داخل ہے۔ یعنی صحت کے باوجود یہ فعل مکروہ ہے۔ دوسری تاویل یہ کہ یہاں جواز سے مراد نماز کا جائز ہونا ہے۔ یعنی عربی کے سوا دوسری زبان میں اگر خطبہ پڑھا جائے تو نماز درست ہوگی۔ جواز کا مطلب ہرگز غیر عربی میں خطبہ پڑھنے کی مطلق اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس طریق سے یعنی دوسری زبان میں خطبہ جمعہ دینا سنت کے خلاف ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ سے مسلسل چلی آرہی ہے۔ اس لئے یہ فعل مکروہ تحریمی ہے (ص ۹ - ۱۰)۔ کراہت تحریمی کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عربی میں خطبہ دینا واجب ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عربی زبان میں خطبہ دیا تھا۔ اس لئے عربی کے سوا دوسری زبان میں خطبہ دینے سے ترک واجب لازم آتا ہے، اور اس پر اصرار مکروہ تحریمی ہے۔ (ص ۱۰)۔

اس مسئلہ میں مفتی شیخ حسن نے اپنے فتوے میں ایک نہایت اہم بات لکھی ہے۔ "کیونکہ ہماری شریعت بیشتر عربی زبان میں ہے۔ اس لئے عوام کو بقدر ضرورت عربی زبان سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب فرض اس سے پورا ہوتا ہے تو اس کا سیکھنا بھی واجب ہے۔ اگر لوگ عربی زبان میں خطبہ جمعہ نہیں سمجھتے تو عدم فہم کی ذمہ داری خود ان پر عائد ہوتی ہے، نہ کہ خطیبوں پر۔ خطیبوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ عربی کو تبدیل کر دیں، اور اسی زبان میں خطبہ (جمعہ) دیں جس کو جہلاء سمجھتے ہوں"۔ (ص ۷)

خطبہ جمعہ عربی میں پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس خطبہ کا مقصد نص

سے متعین نہیں ہے مقصد کیا ہے؟ اہل علم کے ہاں اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک فریق کے نزدیک اس سے مقصود ذکر ہے، اور وہ اس کو نماز ہی پر قیاس کرتا ہے، اس لئے اس کے نزدیک عربی میں خطبہ ضروری ہے دوسرے فریق کے خیال میں خطبہ جمعہ کا مقصد وعظ و نصیحت تعلیم احکام اور احکام دین کی تبلیغ ہے۔ اس لئے ان کے خیال میں یہ اس زبان میں ہونا چاہیئے جس کو سامعین سمجھتے ہوں۔ دونوں فریقوں کا استدلال سورہ جمعہ کی آیت "فاسعوا الی ذکر اللہ" سے ہے۔ فریق اول کے نزدیک ذکر اللہ سے مراد ذکر یعنی یاد الٰہی ہے، جو خطبہ میں قرآن مجید کی چند آیات پڑھنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ فریق ثانی کے خیال میں ذکر اللہ سے مراد وعظ و نصیحت اور تعلیم دین ہے۔ اس لئے ان کی رائے میں خطبہ مقامی زبان میں ہونا چاہیئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز اسلام میں جمعہ کی چار رکعتیں ہوتی تھیں۔ بعد میں ان کو منسوخ کر کے دو کر دیا گیا اور دو کی جگہ خطبہ نے لے لی۔ اس لحاظ سے خطبہ جمعہ دو رکعت کے قائمقام ہے۔ اس صورت میں فریق اول کا موقف زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ نماز کی طرح خطبہ بھی عربی ہی میں ہونا چاہیئے ہمارے دور میں بعض علماء نے دونوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ خطبہ کا کچھ حصہ مقامی زبان میں ہوتا ہے باقی عربی میں۔ اس طرح ذکر اللہ اور وعظ و نصیحت دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ تاہم زیر تبصرہ کتابچہ میں مندرجہ فتاویٰ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ کا اس پر اجماع ہے کہ خطبہ جمعہ عربی میں ہونا چاہیئے وعظ و نصیحت کے لئے علیحدہ خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

اس کتابچہ سے علماء ہند کی شہرت اور ان کے فتاوے کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے، ترکی کے ایک عالم جناب حسین حلمی بن سعید استنبولی نے اس کتابچہ کو استنبول سے شائع کیا۔ حالانکہ یہ فتاوے تقریباً ایک سو سال قبل دیئے گئے تھے۔ فاضل مرتب نے ان فتاویٰ کو یکجا کر کے ایک اہم علمی و دینی خدمت انجام دی ہے، جس پر وہ اہل علم کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

احمد حسن

****